بحث اذان میں انگوٹھے چومنے کا بیان

اس بحث کے لکھنے کا ہمارا ارادہ نہ تھا مگر ماہ رمضان میں ہم نے خواب میں دیکھا کہ کوئی بزرگ فرما رہے ہیں کہ اپنی کتاب میں تقبیل ابہامین کا مسئلہ بھی لکھ دو تا کہ کتاب مکمل ہو جاوے لہٰذا اس کو بھی داخل کتاب کرتے ہیں۔ رب العالمین قبول فرماوے۔ آمین

اس بحث کے بھی دو باب کیے جاتے ہیں۔ پہلے باب میں انگوٹھے چومنے کا ثبوت۔ دوسرے باب میں اس پر اعتراضات وجوابات۔

پہلا باب
انگوٹھے چومنے کے ثبوت میں

جب مؤذن کہے: اشھدان محمدا رسول اللہ تو اس کو سن کر اپنے دونوں انگوٹھے یا کلمے کی انگلی چوم کر آنکھوں سے لگانا مستحب ہے۔ اس میں دنیاوی ودینی بہت فائدے ہیں۔ اس کے متعلق احادیث وارد ہیں۔ صحابہ کرام کا اس پر عمل رہا۔ عامۃ المسلمین ہر جگہ اس کو مستحب جان کر کرتے ہیں۔

صلوٰۃ مسعودی جلد دوم باب بستم در بیان بانگ نماز میں ہے:

روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہٗ قال من سمع اسمی فی الاذان ووضع ابھا میہ علٰی عینیہ فانا طالبہٗ فی صفوف القیٰمۃ وقائدہٗ الی الجنۃo

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ جو شخص ہمارا نام اذان میں سنے اور اپنے انگوٹھے آنکھوں پر رکھے تو ہم اس کو قیامت کی صفوں میں تلاش فرمائیں گے۔ اور اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

تفسیر روح البیان زیر آیت واذانا دیتم الی الصلوٰۃ الآیۃ (مائدہ:۵۸) ہے:

وضعف تقبیل ظفری ابھامیہ مع مسبحیہ والمسح علٰی عینیہ عند قولہٖ محمدا رسول اللہ لانہٗ لم یثبت فی الحدیث المرفوع لکن المحدثین اتفقوا علٰی ان الحدیث الضعیف یجوز العمل بہٖ فی الترغیب والترھیبo

ترجمہ: محمد رسول اللہ کہنے کے وقت اپنے انگوٹھے کے ناخنوں کو مع کلمے کی انگلیوں کے چومنا ضعیف ہے کیونکہ یہ حدیث مرفوع سے ثابت نہیں لیکن محدثین اس پر متفق ہیں کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنا رغبت دینے اور ڈرانے کے متعلق جائز ہے۔

شامی جلد اول باب الاذان میں ہے:

یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشھادۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیۃ منھا قرۃ عینی بک یارسولاللہ ثم یقول اللّٰھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابھامین علی العینین فانہٗ علیہ السلام یکون قائدا لہٗ الیٰ الجنۃ کذا فی کنز العباد قھستانی ونحوہٗ فی الفتاوی الصوفیۃ وفی کتٰب الفردوس من قبل ظفری ابھامیہ عند سماع اشھد ان محمدا رسول اللہ فی الاذان انا قائدہٗ ومدخلہٗ فی صفوف الجنۃ و تمامہٗ فی حواشی البحر للرملیo

ترجمہ: اذان کی پہلی شہادت پر یہ کہنا مستحب ہے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری شہادت کے وقت یہ کہے: قرۃ عینی بک یارسول اللہ پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے: اللّٰھم متعنی بالسمع والبصر تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔ اسی طرح کنز العباد میں ہے اور اسی کے مثل فتاویٰ صوفیہ میں ہے اور کتاب الفردوس میں ہے کہ جو شخص اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے اذان میں اشھد ان محمدا رسول اللہ سن کر تو میں اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جاؤں گا اور اسے جنت کی صفوں میں داخل کرونگا۔ اس کی پوری بحث بحر الرائق کے حواشی رملی میں ہے۔

اس عبارت سے چھ کتابوں کے حوالہ جات معلوم ہوئے: شامی، کنز العباد، فتاویٰ صوفیہ، کتاب الفردوس قہستانی، بحر الرائق کا حاشیہ، ان تمام میں اس کو مستحب فرمایا۔

مقاصد حسنہ فی الاحادیث الدائرہ علی السنہ میں امام سخاوی نے فرمایا:

ذکرہٗ الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ انہٗ لما سمع قول المؤذن اشھد ان محمدا رسول اللہ قال ھذا وقبل باطن الانا ملتین السبابتین ومسح عینیہ

فقال صلی اللہ علیہ وسلم من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت لہٗ شفاعتی ولم یصح٥

ترجمہ: دیلمی نے فردوس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ان سرکار نے جب مؤذن کا قول اشھد ان محمدا رسول اللہ سنا تو یہی فرمایا اور اپنی کلمے کی انگلیوں کے باطنی حصوں کو چوما اور آنکھوں سے لگایا پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص میرے اس پیارے کی طرح کرے اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ یہ حدیث پایہ صحت تک نہ پہنچی۔

اسی مقاصد حسنہ میں موجبات رحمت مصنفہ ابوالعاس احمد مکرر دار سے نقل کیا:

عن الخضر علیہ السلام انہٗ قال من قال حین یسمع المو ذن یقول اشھد ان محمدا رسول اللہ مرحبا بحبیبی و قرۃ عینی محمد ابن عبداللہ ثم یقبل ابھامیہ ویجعلھما علٰی عینیہ لم یرمد ابدا٥

ترجمہ: حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ جو شخص مؤذن کو یہ کہتے ہوئے سنے اشھد ان محمدا رسول اللہ تو کہے: مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد ابن عبداللہ پھر اپنے انگوٹھوں کو چومے اور اپنی آنکھوں سے لگائے تو اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔

پھر فرماتے ہیں کہ محمد ابن بابا نے اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ ایک بار تیز ہوا چلی جس سے ان کی آنکھ میں کنکری جا پڑی اور نکل نہ سکی، سخت درد تھا۔

وانہٗ لما سمع الموذن یقول اشھد ان محمد رسول اللہ قال ذٰلك فخرجت الحصاۃ من فورہٖ٥

ترجمہ: جب انہوں نے مؤذن کو کہتے ہوئے سنا: اشھد ان محمد رسول اللہ تو یہی کہہ لیا فوراً کنکری آنکھ سے نکل گئی۔

اسی مقاصد حسنہ میں شمس محمد ابن صالح مدنی سے روایت کیا۔ انہوں نے امام امجد کو فرماتے ہوئے سنا۔ (امام امجد متقدمین علماء مصر میں سے ہیں) فرماتے تھے کہ جو شخص اذان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک سنے تو اپنے کلمے کی انگلی اور انگوٹھا جمع کرے۔

وقبلھما ومسح بھما عینیہ لم یرمد ابدا٥

ترجمہ: اور دونوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے تو کبھی آنکھ نہ دکھے گی۔

پھر فرمایا: کہ بعض مشائخ عراق وعجم نے فرمایا کہ جو یہ عمل کرے تو اس کی آنکھیں نہ دکھیں گی۔

وقال لی کل منھما منذ فعلتہٗ لم ترمد عینیo

ترجمہ: انہوں نے فرمایا کہ جب سے میں نے یہ عمل کیا ہے میری آنکھیں نہ دکھیں۔

اسی مقصد حسنہ میں کچھ آگے جا کر فرماتے ہیں:

قال ابن صالح وانا منذ سمعتہٗ استعملتہٗ فلا ترمد عینی وارجو ان عافیتھما تدوم وانی اسلم من العمٰی انشا ء اللہo

ترجمہ: ابن صالح نے فرمایا کہ میں نے جب سے یہ سنا ہے اس پر عمل کیا میری آنکھیں نہ دکھیں اور میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ آرام ہمیشہ رہے گا اور میں اندھا ہونے سے محفوظ رہونگا۔

پھر فرماتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص اشھد ان محمدا رسول اللہ سن کر یہ کہے: مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یعم ولم یرمدا اور اپنے انگوٹھے چوم لے اور آنکھوں سے لگائے۔ کبھی اندھا نہ ہوگا اور نہ کبھی اس کی آنکھیں دکھیں گی۔ غرضکہ اسی مقاصد حسنہ میں بہت سے ائمہ دین سے یہ عمل ثابت کیا ہے۔ شرح نقایہ میں ہے:

واعلم انہٗ یستحب ان یقال عند سما ع الاولٰی من الشھادۃ الثانیۃ صلی اللہ علیك یارسول اللہ وعند الثانیۃ منھا قرۃ عینی بك یارسول اللہ بعد وضع ظفری ابھا مین علی العینین فانہٗ علیہ السلام یکون لہٗ قائدا الی الجنۃ کذا فی کنز العبادo

ترجمہ: جاننا چاہیے کہ مستحب یہ ہے کہ دوسری شہادت کے پہلے کلمہ سن کر یہ کہے صلی اللہ علیك یارسول اللہ اور دوسری شہادت سن کر یہ کہے: قرۃ عینی بك یارسول اللہ اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پر رکھے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام اس کو جنت میں اپنے پیچھے پیچھے لے جائیں گے۔ اسی طرح کنز العباد میں ہے:

مولانا جمال ابن عبداللہ ابن عمر مکی قدس سرہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

تقبیل الا بھامین ووضعھما علی العینین عند ذکر اسمہٖ علیہ السلام فی الاذان جائز بل مستحب صرح بہٖ مشائخناo

ترجمہ: اذان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام شریف سن کر انگوٹھے چومنا اوران کو آنکھوں سے لگانا جائز بلکہ مستحب ہے اس کی ہمارے مشائخ نے تصریح فرمائی ہے۔

علامہ محمد طاہر علیہ الرحمۃ تکملہ مجمع بحار الانوار میں اسی حدیث کو **لا یصح** فرما کر فرماتے ہیں:

وروی تجربۃ عن کثیرینo

ترجمہ: اس کے تجربہ کی روایات بکثرت آئی ہیں۔

اس کے علاوہ اور بھی عبارات پیش کی جاسکتی ہیں مگر اختصاراً اسی پر قناعت کرتا ہوں۔ حضرت صدر الافاضل مولائی، مرشدی واستاذی مولانا الحاج سید محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مرادآبادی دام ظلہم فرماتے ہیں کہ ولایت سے انجیل کا ایک بہت پرانا نسخہ برآمد ہوا، جس کا نام ہے: ''انجیل برنباس'' آج کل وہ عام طور پر شائع ہے اور ہر زبان میں اس کے ترجمے کیے گئے ہیں۔ اس کے اکثر احکام اسلامی احکام سے ملتے جلتے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روح القدس (نور مصطفوی) کے دیکھنے کی تمنا کی تو وہ نور ان کے انگوٹھے کے ناخنوں میں چمکایا گیا۔ انہوں نے فرط محبت سے ان ناخنوں کو چوما اور آنکھوں سے لگایا۔ روح القدس کا ترجمہ ہم نے نور مصطفوی کیوں کیا۔ اس کی وجہ ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھو، جہاں بتایا گیا ہے کہ زمانہ عیسوی میں روح القدس ہی کے نام سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مشہور تھے۔ علمائے احناف کے علاوہ علمائے شافعی وعلمائے مذہب مالکی نے بھی انگوٹھے چومنے کے استحباب پر اتفاق کیا ہے۔ چنانچہ مذہب شافعی کی مشہور کتاب ''اعانۃ الطالبین علی حل الفاظ فتح المعین'' مصری صفحہ ۲۴۷ میں ہے:

ثم یقبل ابھامیہ ویجعل ھما علٰی عینیہ لم یعم ولم یرمد ابداo

ترجمہ: پھر اپنے انگوٹھوں کو چومے آنکھوں سے لگائے تو کبھی بھی اندھا نہ ہوگا اور نہ کبھی آنکھیں دکھیں گی۔

مذہب مالکی کی مشہور کتاب ''کفایۃ الطالب الربانی لرسالۃ ابن ابی زید القیر وانی'' مصری جلد اول صفحہ ۱۶۹ میں اس کے متعلق بہت کچھ تحریر فرماتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں:

عینیہ لم یعم ولم یرمد ابداo

ترجمہ: اندھا ہوا ور نہ کبھی آنکھیں دکھیں۔

اس کی شرح میں علامہ شیخ علی الصعیدی عدوی صفحہ ۱۷۷ میں فرماتے ہیں:

لم یبین موضع التقبیل من ابھا مین الا انہٗ نقل عن الشیخ العالم المفسر نور الدین الخرا سانی قال بعضھم لقیتہٗ وقت الاذان فلما سمع الموذن یقول اشھد ان محمدا رسول اللہ قبل ابھامی نفسہٖ و مسح بالظفرین اجفان عینیہ من الماق الٰی ناحیۃ الصدع ثم فعل ذٰلك عند کل تشھد مرۃ فسالتہٗ عن ذٰلك فقال کنت افعلہٗ ثم ترکتہٗ فمرصت عینای فرایتہٗ صلی اللہ علیہ وسلم مناما فقال لما ترکت مسح عینیك عند الاذان ان اردت ان تبرء عیناك فعد فی المسح فاستیقظت و مسحت فبرء ت ولم یعاود فی مرضھا الی الاٰنo

ترجمہ: مصنف نے انگوٹھے چومنے کی جگہ نہ بیان کی لیکن شیخ علامہ مفسر نورالدین خراسانی سے منقول ہے کہ بعض لوگ ان کو اذان کے وقت ملے۔ جب انہوں نے مؤذن کو اشھد ان محمد ا رسول اللہ کہتے ہوئے سنا تو انہوں نے اپنے انگوٹھے چومے اور ناخنوں کو اپنی آنکھوں کی پلکوں پر آنکھوں کے کونے سے لگایا اور کنپٹی کے کونے تک پہنچایا۔ پھر ہر شہادت کے وقت ایک ایک بار کیا۔ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو کہنے لگے کہ میں پہلے انگوٹھے چوما کرتا تھا، پھر چھوڑ دیا۔ پس میری آنکھیں بیمار ہوگئیں۔ پس میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا کہ تم نے اذان کے وقت انگوٹھے آنکھوں سے لگانا کیوں چھوڑ دیے؟ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری آنکھیں اچھی ہوجائیں تو پھر یہ انگوٹھے آنکھوں سے لگانا شروع کردو۔ پس بیدار ہوا اور یہ مسح شروع کیا، مجھ کو آرام ہوگیا اور پھر اب تک وہ مرض نہ لوٹا۔ (ماخوذ از نہج السلامہ)

اس تمام گفتگو کا نتیجہ یہ نکلا کہ اذان وغیرہ میں انگوٹھے چومنا آنکھوں سے لگانا مستحب ہے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صدیق اکبر و امام حسن رضی اللہ عنہما کی سنت ہے۔ فقہاء محدثین و مفسرین اس کے استحباب پر متفق ہیں۔ ائمہ شافعیہ و مالکیہ نے بھی اس کے استحباب کی تصریح فرمائی۔ ہر زمانہ اور ہر ایک مسلمان اس کو مستحب جانتے رہے اور جانتے ہیں۔ اس میں حسب ذیل فائدے ہیں: یہ عمل کرنے والا آنکھ دکھنے سے محفوظ رہے گا اور انشاء اللہ کبھی اندھا نہ ہوگا اگر آنکھ میں کسی قسم کی تکلیف ہو اس کے لیے یہ انگوٹھے چومنے کا عمل بہترین علاج ہے بارہا تجربہ ہے۔ اس کے عامل کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت نصیب ہوگی اور اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کی صفوف میں تلاش فرما کر اپنے پیچھے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

اس کوحرام کہنا محض جہالت ہے جب تک ممانعت کی صریح دلیل نہ ملے اس کو منع نہیں کر سکتے۔استحباب کے لیے مسلمانوں کا مستحب جاننا ہی کافی ہے،مگر کراہت کے لیے دلیل خاص کی ضرورت ہے جیسا کہ ہم بدعت کی بحث میں ثابت کر چکے ہیں۔

نوٹ: اذان کے متعلق تو صاف وصریح روایات اور احادیث موجود ہیں جو پیش کی جا چکیں،تکبیر بھی مثل اذان کے ہے۔احادیث میں تکبیر کو اذان فرمایا گیا ہے۔''دو اذانوں کے درمیان نماز ہے''۔یعنی اذان وتکبیر کے درمیان۔ لہٰذا تکبیر میں اشھد ان محمدا رسول اللہ پر انگوٹھے چومنا نافع وباعث برکت ہے۔اور اذان وتکبیر کے علاوہ بھی اگر کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام شریف سن کر انگوٹھے چومے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ بلکہ نیت خیر سے ہو تو باعث ثواب ہے۔بلا دلیل ممانعت منع نہیں کر سکتے۔جس طرح بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کی جاوے،باعث ثواب ہے۔

دوسرا باب

انگوٹھے چومنے پر اعتراضات و جوابات

اعتراض ۱: انگوٹھے چومنے کے متعلق جس قدر روایات بیان کی گئیں وہ سب ضعیف ہیں اور حدیث ضعیف سے مسئلہ شرعی ثابت نہیں ہوسکتا۔دیکھو مقاصد حسنہ میں فرمایا:

لایصح فی المر فوع من کل ھٰذا شیی٥

ترجمہ: ان میں سے کوئی مرفوع حدیث صحیح نہیں۔

ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں ان احادیث کے متعلق فرمایا:

کل مایروٰی فی ھٰذا فلا یصح رفعہٗ٥

ترجمہ: یعنی اس مسئلہ میں جتنی احادیث مروی ہیں ان میں سے کسی کا رفع صحیح نہیں۔

خود علامہ شامی نے اسی بحث میں اسی جگہ فرمایا:

لم یصح من المرفوع من ھٰذا شیی٥

ترجمہ: ان میں سے کوئی مرفوع حدیث صحیح نہیں۔

صاحب روح البیان نے بھی ان احادیث کی صحت سے انکار کیا۔ پھر ان احادیث کا پیش کرنا ہی بیکار ہے۔

جواب: اس کے چند جوابات ہیں: اولاً تو یہ کہ تمام حضرات مرفوع حدیث کی صحت کا انکار فرما رہے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ اس کے بارے میں حدیث موقوف صحیح ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری موضوعات کبیر میں اسی عبارت منقولہ کے بعد فرماتے ہیں:

قلت و اذاثبت رفعہٗ الی الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیکفی العمل بہٖ لقولہٖ علیہ الصلوٰۃ و السلام علیکم بسنتی و سنۃ الخلفآء الرشدینo

ترجمہ: یعنی میں کہتا ہوں کہ جب اس حدیث کا رفع صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لیے کافی ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت۔

معلوم ہوا کہ حدیث موقوف صحیح ہے اور حدیث موقوف کافی ہے۔ دوسرے یہ کہ ان تمام علماء نے فرمایا: لم یصح یعنی یہ تمام احادیث حضور تک مرفوع ہو کر صحیح نہیں اور صحیح نہ ہونے سے ضعیف ہونا لازم نہیں۔ کیونکہ صحیح کے بعد درجہ حسن باقی ہے لہٰذا اگر یہ حدیث حسن ہو تب بھی کافی ہے۔ تیسرے یہ کہ اصول حدیث و اصول فقہ کا مسئلہ ہے کہ اگر کوئی ضعیف حدیث چند اسناد سے مروی ہو جاوے تو حسن بن جاتی ہے۔ چنانچہ درمختار جلد اول باب مستحبات الوضو میں اعضاء وضو کی دعاؤں کے متعلق فرماتے ہیں:

وقدرواہ ابن حبان و غیرہٗ عنہ علیہ السلام من طرقo

ترجمہ: اس حدیث کو ابن حبان وغیرہ نے چند اسناد سے روایت کیا۔

اس کے ماتحت شامی میں فرماتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ

ای یقوی بعضھا بعضا فارتقٰی الی مرتبۃ الحسنo

ترجمہ: یعنی بعض اسناد بعض کو قوت دیتی ہیں لہٰذا یہ حدیث درجہ حسن کو پہنچ گئی۔

اور ہم پہلے باب میں بتا چکے کہ یہ حدیث بہت طرق سے روایت ہے، لہٰذا حسن ہے۔ چوتھے یہ کہ اگر مان بھی لیا جاوے کہ یہ حدیث ضعیف ہے پھر بھی فضائل اعمال میں حدیث ضعیف معتبر ہوتی ہے۔

چنانچہ یہ ہی علامہ شامی اسی ردالمحتار جلد اول اذان کے مواقع کی بحث میں فرماتے ہیں:

علی انہٗ فی فضائل الاعمال یجوز العمل بالحدیث الضعیف کما مرفی اول کتاب الطھارۃo

ترجمہ: فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پرعمل کرنا جائز ہے۔

یہاں بھی واجب وحرام ہونے کے مسائل نہیں ہیں صرف یہ ہے کہ انگوٹھے چومنے میں یہ فضیلت ہے لہٰذا اس میں حدیث ضعیف، بھی قابل عمل ہے۔ نیز مسلمانوں کا عمل ضعیف حدیث کوقوی کردیتا ہے۔

چنانچہ کتاب الاذکار مصنفہ امام نووی تلقین میت کی بحث میں ہے:

وقد روینا فیہ حدیثا من حدیث ابی امامۃ لیس بالقائم اسنادہٗ ولکن اعتضد بشواھد وبعمل اھل الشامo

ترجمہ: یعنی تلقین میت کی حدیث قوی الاسناد نہیں مگراہل شام کے عمل ودیگرشواہد سے قوی ہوگئی۔

انگوٹھے چومنے پربھی امت کا عمل ہے لہٰذا یہ حدیث قوی ہوئی۔ اس سے زیادہ تحقیق نورالانوار اورتوضیح وغیرہ میں دیکھو۔ پانچویں یہ کہ اگراس کے متعلق کوئی بھی حدیث نہ ملتی۔ تب بھی امت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مستحب ماننا ہی کافی تھا کہ حدیث میں آیا ہے:

ماراٰہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسنo

ترجمہ: جس کومسلمان اچھا جانیں وہ کام اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

چھٹے یہ کہ یہ انگوٹھے چومنا آنکھ کی بیماری سے بچنے کا عمل ہے اورعمل میں صرف صوفیاء کرام کا تجربہ کافی ہوتا ہے

چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب ہوامعہ مقدمہ کے دسویں ہامعہ میں فرماتے ہیں:

اجتھادر اور اختراع اعمال تصریفیہ راہ کشادہ است مانندا ستخرج اطباء نسخھاء قرابادین را۔

ترجمہ: تصریفی اعمال میں اجتہاد کا راستہ کھلا ہوا ہے جیسے کہ طبیب لوگ حکمت کے نسخے ایجاد کرتے ہیں۔

خودشاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب القول الجمیل وغیرہ میں صدہا عمل تعویز گنڈے، جنات کودفع کرنے، جنات سے محفوظ رہنے، حمل محفوظ رکھنے کے تجویز فرمائے ہیں کہ فلاں دعا ہرن کی کھال پرلکھ کرعورت کے گلے میں مثل ہار کے ڈال دواسقاط نہ ہوگا، پشم کا رنگا ہوا ڈوراعورت کے جسم سے ناپ کرنوگرہ لگا کرعورت کی بائیں ران میں باندھنا دردرزہ کومفید ہے وغیرہ وغیرہ۔ بتاؤ کہ ان اعمال کے متعلق کون سی احادیث آئی ہیں؟ خودعلامہ شامی نے

جادو سے بچنے، گمی ہوئی چیز کے تلاش کرنے کے لیے بہت سے طریقے شامی میں بیان فرمائے۔ بتاؤ کہ ان کی احادیث کہاں ہیں؟ جبکہ ہم پہلے باب میں ثابت کر چکے کہ یہ عمل درد چشم کے لیے مجرب ہے تو اس کو کیوں منع کیا جاتا ہے؟ ساتویں یہ کہ ہم پہلے باب میں بیان کر چکے کہ شامی اور شرح نقایہ اور تفسیر روح البیان وغیرہ نے انگوٹھے چومنے کو مستحب فرمایا۔ اس استحباب پر کوئی جرح وقدح نہ کی بلکہ حدیث مرفوع کی صحت کا انکار کیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ حکم استحباب تو بالکل صحیح ہے۔ گفتگو ثبوت حدیث میں ہے۔ یہ استحباب حدیث کی صحت پر موقوف نہیں۔ آٹھویں یہ کہ اچھا اگر مان لیں کہ استحباب کا ثبوت حدیث ضعیف سے نہیں ہوسکتا۔ تو کراہت کے ثبوت کی کون سی حدیث ہے جس میں یہ ہو کہ انگوٹھے چومنا مکروہ ہے یا نہ چومو وغیرہ وغیرہ۔ انشاءاللہ کراہت کے لیے صحیح حدیث تو کیا ضعیف بھی نہ ملے گی۔ صرف یاروں کا اجتہاد اور عداوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ الحمدللہ کہ اس اعتراض کے پرخچے اڑ گئے اور حق واضح ہوگیا۔

اعتراض ۲: حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر نور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام انگوٹھے کے ناخنوں میں دیکھ کر اس کو چوما تھا، تو تم کون سا نور دیکھتے ہو جو چومتے ہو۔ چومنے کی جو وجہ وہاں تھی وہ یہاں نہیں۔

جواب: حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا جب اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لے کر مکہ مکرمہ کے جنگل میں تشریف لائیں تو تلاش پانی کے لیے صفا و مروہ پہاڑ کے درمیان دوڑیں۔ آج تم حج میں وہاں کیوں دوڑتے ہو؟ آج کہاں پانی کی تلاش ہے؟ حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قربانی کے لیے جاتے ہوئے راستے میں تین جگہ شیطان کو کنکر مارے، آج تم حج میں وہاں کیوں کنکر مارتے ہو؟ وہاں اب کونسا شیطان آپ کو دھوکہ دے رہا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک خاص ضرورت کی وجہ سے کفار مکہ کو دکھانے کے لیے طواف میں رمل کرا کر اپنی طاقت دکھائی۔ بتاؤ کہ اب طواف قدوم میں رمل کیوں کرتے ہو؟ اب وہاں کفار کہاں دیکھ رہے ہیں؟ جناب انبیائے کرام کے بعض عمل ایسے مقبول ہوجاتے ہیں کہ ان کی یادگار باقی رکھی جاتی ہے اگرچہ وہ ضرورت باقی نہ رہے اسی طرح یہ بھی ہے۔

اعتراض ۳: کیا وجہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر انگوٹھے کے ناخن چومتے ہو۔ کوئی اور چیز کیوں نہیں چومتے ناخن میں کیا خصوصیت ہے؟ ہاتھ پاؤں کپڑے وغیرہ چومنا چاہیے۔

جواب: چونکہ روایت میں ناخن ہی کا ثبوت ہے۔ اس لیے اسی کو چومتے ہیں۔ منصوصات میں وجہ تلاش کرنا ضروری نہیں۔ اگر اس کا نکتہ ہی معلوم کرنا ہے تو یہ ہے کہ تفسیر خازن وروح البیان وغیرہ نے پارہ آٹھ زیر آیت بدت لهما سواٰتهما (اعراف:۲۲) میں بیان فرمایا کہ جنت میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لباس ناخن تھا۔ یعنی تمام

جسم شریف پر ناخن تھا جو کہ نہایت خوبصورت اور نرم تھا جب ان پر عتاب الٰہی ہوا وہ کپڑا اتار لیا گیا۔ مگر انگلیوں کے پوروں پر بطور یادگار باقی رکھا گیا جس سے معلوم ہوا کہ ہمارے ناخن جنتی لباس ہیں اور اب جنت تو ہم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل سے ملے گی لہٰذا ان کے نام پر جنتی لباس چوم لیتے ہیں۔ جیسے کہ کعبہ معظّمہ میں سنگ اسود جنتی پتھر ہے اس کو چومتے ہی باقی کعبہ شریف کو نہیں چومتے۔ کیونکہ وہ اس جنتی گھر کی یادگار رہے جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے لیے زمین پر آیا تھا اور طوفان نوحی میں اٹھا لیا گیا اور یہ پتھر اس کی یادگار رہا۔ اسی طرح ناخن بھی اس جنتی لباس کی یادگار ہے۔